40649 ـ خیانت کرنے والے کے ساتھ خیانت نہ کریں

سوال

ایک شخص جو ایک پرائیویٹ آفس میں کام کرتا ہے، اسے بیماری کے باعث دوران علاج کام چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا، اس کے بعد جب وہ ملازمت پر آیا اور اس نے ان ایام کے حق کا مطالبہ کیا جن میں کام کرتا رہا تھا، لیکن مالک نے اسے حق دینے سے انکار کر دیا کہ اس کا کوئی حق نہیں ہے، اور ملازم شخص کو رقم کی ضرورت ہے، تو اس نے اپنے کام کے بدلے جمع کردہ مال میں سے روزانہ ایک دینار لینا شروع کر دیا، وہ صرف اپنا حق لینا چاہتا ہے، اس سے زیادہ نہیں، تو کیا یہ حلال ہے یا حرام ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اس کے لیے یہ حلال نہیں، کیونکہ یہ مال جس کے بارہ میں وہ دعوی کر رہا ہے کہ یہ اس کا حق ہے اس مال پر مالک نے اسے امین بنایا ہے، اور جسے کسی چیز کا امین بنایا جائے اور وہ چیز اس کے پاس بطور امانت ہو اسے مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اس میں خیانت کرنی جائز نہیں.

فرمان باری تعالی ہے:

بلاشبہ اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مالکوں کو لوٹا دو النساء (58)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے تمہارے پاس امانت رکھی ہو ہے اس کی امانت اسے دے دو، اور جس نے تمہاری خیانت کی اس کے ساتھ تم خیانت نہ کرو"

جامع ترمذی حدیث نمبر (1264) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امانت مالک کو واپس کرنے کا حکم دیا اور خیانت کرنے والے کے ساتھ خیانت کرنے سے منع کیا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

ايك شخص جنرل سٹور پر كام كرتا ہے، اور مالك اسے چار يا چھ ماہ سے قبل تنخواہ نہيں ديتا، تو كيا وہ مالك كے علم ميں لائے بغير ہر ماہ سٹور سے تنخواہ لے سكتا ہے؟

كميٹى كا جواب تھا:

آپ جس سٹور پر ملازم ہيں اس كے مالك كے علم ميں لائے بغير اور اس كى اجازت كے بغير سٹور سے تنخواہ نہيں لے سكتے، آپ كو مالك سے تخواہ كا مطالبہ كرنا چاہيے، اور اگر وہ تنخواہ دينے سے انكار كرتا ہے تو پھر اس كے متعلقہ محكمہ (ديوان مظالم) ميں اس كى شكايت كريں تا كہ وہ آپ كى تنخواہ لے كر دے. اھـ

ديكھيں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (15 / 145).

اور شيخ الاسلام ابن تيمية رحمہ اللہ تعالى مجموع الفتاوى ميں كہتے ہيں:

اور اگر كسى شخص كا كسى دوسرے كے ذمہ حق ہو، تو كيا وہ اسے يا اس كى نظير اس كى اجازت كے بغير لے سكتا ہے؟

اس كى دو قسميں ہيں:

پہلى قسم:

يہ كہ استحقاق كا سبب ظاہر ہو جو اثبات كا محتاج نہ ہو مثلا خاوند كے ذمہ عورت كا نان و نفقہ اور اخراجات، اور بچے كا استحقاق ہے كہ والد اس پر خرچ كرے، اور مہمان كا استحقاق ہے كہ ميزبان اس پر خرچ كرے، تو يہاں بلاشك و شبہ اس كے ليے بغير اجازت حق لينا جائز ہے.

جيسا كہ بخارى اور مسلم كى حديث ميں ہے كہ:

ہند بنت عتبہ بن ربيعہ رضى اللہ تعالى عنہا نے رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے كہا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ابو سفيان بہت بخيل اور حريص شخص ہے، مجھے اتنا خرچہ نہيں ديتا جو مجھے اور ميرى اولاد كو كافى ہو.

تورسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" تم اتنا لے ليا كرو جو تمہيں اور تمہارى اولاد كو كافى ہو"

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے انہيں اجازت دى كہ وہ صاحب مال كى اجازت كے بغير اچھے اور احسن طريقہ

سے اپنا خرچہ لے سکتی ہے، اور اسی طرح ہر وہ شخص بھی لے سکتا ہے جس کے متعلق معلوم ہو جائے کہ اس کا مال ظاہرا غصب ہوا ہے، اور لوگ بھی اسے جانتے ہیں کہ غصب ہوا ہے، تو غاصب کے مال سے غصب کردہ یا پھر غصب کردہ چیز جیسی چیز لینا صحیح ہے.

دوسری قسم:

استحقاق کا سبب ظاہر نہ ہو، مثلا: مقروض کا قرض دینے سے انکار کرنا، یا پھر غصب کا انکار کردے اور مدعی کے پاس کوئی دلیل نہ ہو، تو اس میں دو قول پائے جاتے ہیں:

پہلا قول:

اسے (بغیر اجازت) لینے کا کوئی حق نہیں، یہ مالك اور احمد کا مذہب ہے.

دوسرا قول:

وہ لے سکتا ہے، امام شافعی کا مسلك یہی ہے.

حق ظاہر نہ ہونے کی صورت میں حق لینے سے منع کرنے والوں نے مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے آپ کے پاس امانت رکھی ہے اسے امانت ادا کرو، اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے اس کی خیانت مت کرو"

اور مسند احمد میں بشیر بن الخصاصیۃ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے کچھ پڑوسی ایسے ہیں جو نہ تو ہماری پیچھے رہ جانے والی بکری کو چھوڑتے ہیں اور نہ ہی اکیلی بکری کو مگر اسے پکڑ لیتے ہیں، تو کیا جب ہم ان کی کسی چیز پر قادر ہوں تو اسے لے لیں؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نہیں، جس نے تیرے پاس امانت رکھی اسے امانت دے دو، اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی اس کے ساتھ خیانت مت کرو"

تو یہ احادیث یہ بیان کرتی ہیں کہ: اگر مظلوم کے حق کا سبب ظاہر نہ ہو اور اس کا لینا خیانت ہو تو وہ حق نہیں لے سکتا، اگرچہ اس کا مقصد یہی ہو کہ وہ اس کی نظیر لے رہا ہے؛ لیکن جس نے اس کے پاس امانت رکھی ہے وہ اس میں خیانت کر رہا ہے، کیونکہ جب اس نے اپنا مال اس کے سپرد کر دیا تو اس کی اجازت کے بغیر اس میں سے کچھ لینے سے وہ خائن بن جائے گا، کیونکہ استحقاق ظاہر نہیں ہے.

یہ اس لیے کہ نفس خیانت بطور جنس حرام ہے تو پھر اس سے حق پورا کرنا جائز نہیں.... اور پھر خیانت کذب بیانی کی جنس سے تعلق رکھتی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ: یہ خیانت تو نہیں؛ بلکہ حق پورا کرنا ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خیانت کرنے سے منع کر رہے ہیں جس نے خیانت کی ہے، وہ یہ کہ اس کے مال سے وہ کچھ لینا ہے جس کا وہ مستحق ہی نہیں.

اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا:

یہ کئی ایک وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے:

پہلی وجہ: حدیث میں ہے کہ:

" کہ کچھ لوگ نہ تو ہماری پیچھے رہ جانے والی بکری کو چھوڑتے ہیں اور نہ اکیلی بکری کو مگر وہ اسے پکڑ لیتے ہیں، تو کیا ہم ان کے مال میں سے اس قدر لے لیں جتنا انہوں نے لیا ہے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں، جس نے تیرے پاس امانت رکھی ہے، اسے اس کی امانت واپس کرو، اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی ہے اس کے ساتھ تم خیانت نہ کرو"

دوسری وجہ:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اور تم اس کی خیانت مت کرو جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی"

یعنی: تم اس کی خیانت کا مقابلہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ تم بھی اسی طرح مت کرو جس طرح اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے.

تیسری وجہ:

اس کے خیانت ہونے میں کسی بھی قسم کا کوئی شك نہیں، بطور قصاص اس کے جواز میں کچھ ہے، کیونکہ کچھ ایسے امور ہیں جس میں قصاص مباح ہے، مثلا قتل، اور راستہ روکنا، اور مال لینا، اور کچھ ایسے امور ہیں جن میں قصاص مباح نہیں مثلا: فحش کام، اور جھوٹ وغیرہ، لهذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں یہ فرمایا کہ:

" اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی تم اس کے ساتھ خیانت مت کرو"

تو اس سے علم ہوا کہ یہ اس میں سے ہے جن میں اس کی مثل سزا دینا مباح اور جائز نہیں. اھـ اختصار کے ساتھ.

واللہ اعلم .